بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

- ملاکنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد
- حکومت کی ظالمانہ کاروائی اور ریاستی جبر واستبداد
- بین الاقوامی حالات کے تناظر میں ایک جائزہ اور تبصرہ

ملاکنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں شروع کی جانے والی تحریک نفاذِ شریعت حکومت کی ناعاقبت اندیشی غلط پالیسیوں منافقانہ طرزِ عمل، جھوٹے وعدوں، لیت ولعل، بالآخر ریاستی جبر، ظلم وتشدد استبداد، وحشیانہ مظالم، بہیمیت وسفاکی اور قتل وغارت گری کی وجہ سے ایک شعلۂ جوالہ بن گئی ہے ملاکنڈ اور باجوڑ کے پہاڑوں سے اٹھنے والی جہادِ اسلامی کی بظاہر ایک کمزور اور نحیف آواز، ایک طاقتور گونج بن کر پورے عالم پر چھا گئی ہے اور اب اس کی صدائے بازگشت اکنافِ عالم میں سنائی دے رہی ہے دہلی، اسرائیل، ماسکو، لندن اور واشنگٹن کے محلات لرز گئے ہیں مجاہدین کے حوصلے بلند، عزائم پختہ اور ارادے مصمم ہیں تحریک آگے بڑھ رہی ہے خدا کی مدد اور غیبی نصرت شامل حال ہے مجاہدین کے کانوں میں روح القدس کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کا مژدہ سنا رہا ہے۔

۲۷ / اکتوبر کو تاجکستان کے اپوزیشن رہنما اور جہادی تحریک نہضتِ اسلامی تاجکستان کے صدر استاذ سید عبداللہ نوری جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے وہاں پر حکومتی مظالم، ریاستی جبر اور مجاہدین کا مومنانہ کردار اور مجاہدانہ ردعمل کی تفصیلات سنائیں (اور ان کے خطاب کے بعض حصے اسی شمارہ میں شریک اشاعت ہیں) جہادِ کشمیر اپنے عروج پر ہے بھارتی سامراج کے انسانیت سوز مظالم اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں حکومت پاکستان کی ناکام خارجہ پالیسی اور مذموم ترین کردار نے جلتی پر تیل کا کام کر دیا ہے اور جذبۂ جہاد وحریت کو بھڑکا دیا ہے۔

آج انڈونیشیا سے ٹیونیشیا تک کوئی اسلامی یا مسلمان ملک ایسا نہیں جس میں اعلاءِ کلمۃ اللہ تنفیذ شریعت کی جدوجہد نہ ہو رہی ہو۔ یہ اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ یہ وہ رحمت ہے جو آج سے پچاس سال پہلے نہ دیکھنے میں آتی تھی، نہ سننے میں۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے بعض نیک بندوں کے دلوں میں زندہ احساس پیدا

گیا، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منزل کی طرف چل پڑے۔ لوگ ساتھ آتے گئے، کارواں بنتا گیا۔ اللہ کی سنت یہ ہے کہ نعمتِ ایمان کے ساتھ زحمتِ امتحان بھی لگی رہتی ہے۔ یہ زحمت بھی اتنی بڑی ہے کہ انڈونیشیا سے مورتیانیا تک کوئی حکمران ٹولہ ایسا نہیں ہے جو داعیانِ حق پر مصائب کے پہاڑ نہ توڑ رہا ہو اور جو نفاذِ شریعت کی راہ میں سنگِ گراں کی طرح حائل نہ ہو۔ اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ ان ممالک میں کوئی ایسا نہیں ہے جہاں علماء و مشائخ کا ایک طبقہ حکمران ٹولے کا ساتھ نہ دے رہا ہو۔ داعیانِ حق چکی کے دو پاٹ کے درمیان پس رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی، جو رحمن و رحیم ہے، دوسری بڑی رحمت یہ ہے کہ اس نے داعیانِ حق کو توفیقِ استقامت دے رکھی ہے۔ ظلم و ستم کی آندھی انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی اور مصائب و آلام کا سیلاب ان کے قدم اکھاڑ نہیں سکتا۔ وہ تھپیڑے کھا کھا کر اپنے قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔

عالمِ اسلام میں بیداری کی لہر چل پڑی ہے جس سے امریکہ سمیت مغربی دنیا سخت پریشان ہے بیداری کی لہر سے مراد یہ نہیں کہ اسلامی حکومتیں اختلافات بھلا کر متحد ہو رہی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان عوام اب بیدار ہو رہے ہیں اور وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان عوام اپنے بدکردار اور عیاش حکمرانوں کو اٹھا باہر پھینکیں گے امریکہ اور اس کے حواریوں کو معلوم ہے کہ اگر مسلمان ایک دفعہ بیدار ہو گئے تو پھر ان کو دبانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گا چنانچہ ان کی آرزو اور کوشش یہی ہے کہ مسلمان خوابِ غفلت میں ہی پڑے رہیں اور بیدار نہ ہونے پائیں مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور ہے سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد اس کے زیرِ قبضہ مسلمان ریاستوں کی آزادی اور مسلمانوں کو اپنے آپ کو پہچان لینے سے مسلمانوں کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے جس کی ایک جھلک تاجک رہنما سید عبداللہ نوری کے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ سے خطاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

آج مسلمان ملکوں میں گمراہی کی ہر آواز بلند ہو سکتی ہے، اس پر کوئی پابندی نہیں ہے، بلکہ حکمرانوں کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ لیکن ہدایت اور دعوتِ حق کی آواز بلند نہیں کی جا سکتی۔ اس کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ ان مسلمان ملکوں میں ہر طرح کی برائی، خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو یا عمل سے، فروغ پا رہی ہے اور فروغ پا سکتی ہے۔ لیکن اصلاح کا راستہ روکنے کی سعیٔ بلیغ جاری ہے۔ اس صورتِ حال پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہر ملک کا حکمران ٹولہ سیکولر اسلام کا قائل ہے وہ مغربی تہذیب و تمدن کا پروردہ اور دلدادہ ہے۔ وہ اسلام کو عیسائیت کی طرح ایک مذہب سمجھتا ہے یا بنا دینا چاہتا ہے۔ جس طرح اس وقت عیسائیت چرچ میں بند ہے اسی طرح اسلام کو مسجد میں بند رکھنا چاہتا ہے۔

امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے کہا ہے کہ عالمی سطح پر راسخ العقیدہ مسلمان تنظیموں کو فنڈز مہیا کرنے پر پابندی عائد کی جائے حکومتی اور نجی سطح پر ان تنظیموں کو فنڈز مہیا کرنے والے تمام ذرائع بند کرنے چاہئیں۔
(روزنامہ جنگ کراچی، ۲ر اکتوبر ۱۹۹۴ء)

امریکی رسالے اکانومک کی ایک رپورٹ کے مطابق علماء سے عوام کا "دینی تعلق" ایک ایسا ہتھیار ہے جس کا توڑ مغرب کے شاطروں کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کی آڑ میں امریکہ اس تعلق کو کاٹ ڈالنے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے اور مسلمان ملکوں میں قائم اپنی زیر اثر حکومتوں کو ہر جائز و ناجائز طریقے اختیار کر کے اس "دینی تعلق" کو ختم کر ڈالنے پر مجبور کیا جا رہا ہے تحریص و ترغیب اور ترہیب و طاقت کے ہر حربے سے "عوام اور علماء" کے دینی تعلق کو ملیامیٹ کیے بغیر امریکہ کو اپنے نئے عالمی نظام کے مطلوبہ مقاصد اور نتائج حاصل کرنا حد درجہ دشوار نظر آ رہا ہے۔
اس کی تازہ ترین مثال روزنامہ جنگ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی یہ خبر ہے کہ مراکش کے دار الحکومت رباط میں اہم مسلم ممالک کے وزرائے مذہبی امور کی دو روزہ کانفرنس کے شرکاء نے ایک قرارداد کے ذریعہ مذہبی جنونیت اور کٹرپن کی مخالفت کی ہے اور اسلامی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اسلامی ثقافت کو فروغ دیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلائیں۔

مذہبی جنونیت اور کٹرپن کے عنوان سے مسلم ممالک میں دینی بیداری اور اسلامی نظام کے نفاذ کی تحریکوں کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے مسلم ممالک کی کٹھ پتلی حکومتیں اس مشن میں مغربی آقایان ولی نعمت کی سو فی صد ہمنوا اور راہی کے مشن کی علمبردار ہیں۔ کمیونزم کے زوال کے بعد اب مغربی دنیا کو اپنا سب سے بڑا مہیب اور خطرناک مدمقابل اور کسی وقت ان کو تاراج کر دینے والی ایک ہی قوت "دین اسلام" نظر آتا ہے۔ جہاں تک اسلامی ممالک میں بیداری اور نفاذِ شریعت کی جدوجہد کرنے والی دینی تحریکات کی وسعتیں اور انقلابی اثرات کی بات ہے بحمداللہ وہ کامیاب اور اس کے نتائج و ثمرات عیاں و بیاں ہیں تاہم اسلامی ممالک میں اس نوعیت کی جدوجہد کرنے والوں کو خود وہاں کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی مخالفت کا سامنا ہے اور وہ ان کے ریاستی جبر و تشدد کا نشانہ بنی ہوئی ہیں ملاکنڈ میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد کرنے والے اس کی تازہ ترین مثال ہیں بی بی سی لندن، واشنگٹن، ماسکو اور تمام مغربی لابی انہیں نفاذِ شریعت کے حامی تشدد پسند اور بنیاد پرست کے القابات سے یاد کرتے رہیں جب کہ حکومت نے ان کی مصالحت کی تمام تر کوششوں کو بالائے طاق رکھ دیا اور دینی کارکنوں پر زمین تنگ کر دی گئی تب وہ احتجاجی تحریک پر مجبور ہوئے